مسز رابعہ اقبال

رسالہ عصمت کا پاکستانی دور

برصغیر پاک و ہند میں گذشتہ ۷۵ سال میں بڑے شان‌دار اور معیاری اردو رسالے نکلے۔ لیکن وقت اور بدلتے ہوئے حالات کے تحت وہ سب بند ہوتے چلے گئے۔ یہ امتیاز رسالہ عصمت کو حاصل ہے کہ سنہ ۱۹۰۸ء سے ایسی مبارک گھڑی میں نکلا کہ آج تک بغیر کسی تاخیر کے مسلسل شائع ہو رہا ہے اور اپنی تابندہ روایات کے ساتھ عورتوں کے لیے ایک بے مثل ادارہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ عصمت صرف ایک رسالہ کا نام نہیں بلکہ ایک تحریک کا نام ہے۔ زندگی کی اس دوڑ میں جبکہ قدم قدم پر اقدار بدلتی رہتی ہیں عصمت کا اپنے پرانے عہد کی صحت مند اور صحت بخش روایات کو زندہ اور توانا رکھنا ایک عہد آفرین کارنامہ ہے۔

آئیے ہم عصمت کے پرانے دور پر بھی ایک نظر ڈالتے چلیں تاکہ اس رسالے کے اجرا کا مقصد بھی واضح ہوجائے۔

(۱)

رسالہ عصمت سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔ سر شیخ عبدالقادر اپنے رسالے مخزن کے سلسلے میں دلی میں مقیم تھے اور راشد الخیری سے ان کے دوستانہ مراسم تھے۔ اسی دور میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک ماہ نامہ عورتوں کے فائدے کے لیے جاری کیا جائے۔

اس رسالے کا نام عصمت تجویز ہوا اور یہ رسالہ بڑی آب و تاب سے نکلنا شروع ہوا۔ مضامین کے اعتبار سے نہایت شاندار ابتدا تھی۔ گھریلو مضامین کے لحاظ سے بھی بہت کامیاب تھا۔ اس کے اولین مدیر مولانا راشد الخیری تھے۔ عصمت نے ابتدا سے حقوق نسواں اور آزادی نسواں کے لیے آواز بلند کی اور قلمی جہاد جس کی ابتدا ڈپٹی نذیر احمد نے اپنے ناولوں کے ذریعے کی تھی اس کو آگے بڑھایا اور اس کو اپنا مقصد بنالیا۔ عصمت کے دور اول میں خواتین کے مضامین کم ہی ہوتے تھے اس دور میں پڑھی لکھی خواتین انگلیوں پر گنی جاتی تھیں۔ مگر آہستہ آہستہ ان میں شعور بیدار ہورہا تھا اور وہ بھی ترقی کی خواہاں تھیں۔ راشد الخیری کے مضامین نے ثابت کیا کہ مضمون نگاری کے لیے کسی اسکول یا کالج کی سند ضروری نہیں، اس کے لیے روشن دماغ اور حساس دل کی ضرورت ہے۔ آہستہ آہستہ خواتین نے اس میدان میں قدم جمانا شروع کردیے۔ یہ مضامین زیادہ تر امور خانہ داری حفظان صحت بچوں کی پرورش و پرداخت، ان کی تربیت اور اصلاحی، معاشرتی و اخلاقی موضوعات پر ہوتے تھے۔ جن خواتین کی گھریلو تعلیم تھی ان کو لکھنے کی ترغیب دی گئی کہ متعدد خواتین مضمون نگاری کرنے لگیں۔ بلکہ نام بھی پیدا کیا اور طبقۂ نسواں کے مسائل زیادہ سلجھے ہوئے انداز میں پیش کیے جانے لگے۔

(۲)

سنہ ۱۹۲۲ء تک رسالہ عصمت مولانا راشد الخیری کی ادارت میں شایع ہوتا رہا۔ سنہ ۱۹۲۳ء سے ان کے فرزند رازق الخیری نے ادارتی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ اور عصمت بڑی پابندی سے ماہ بماہ نکلتا رہا۔ ان ہی کے دور میں رسالہ عصمت کا نقرئی جوبلی نمبر سنہ ۱۹۲۸ء میں نکلا۔ اردو رسالوں میں خاص نمبروں کی روایت نیرنگ

خیال لاھور کے مدیر حکیم یوسف حسن نے ڈالی۔ اور ان کے تتبع میں اکثر رسالے سالنامے اور خاص نمبر نکالنے لگے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مقتدر ادبی ماھنامے نہایت ضخیم باتصویر خاص نمبر نکال رہے تھے۔ لیکن عورتوں کے رسائل میں رسالہ عصمت کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ اس کے نہایت معلوماتی سالنامے شائع ھوتے رہے۔ مئی سنہ ۱۹۳۶ع میں راشدالخیری نمبر نکلا۔

رسالہ عصمت ھمارے ملک کی سماجی تاریخ میں ایک بے حد اھم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ھے۔ زنانہ صحافت کی داغ بیل اس رسالے نے ڈالی۔ خواتین میں شدید تعلیمی پس ماندگی کے باوجود اس رسالے نے لکھنے والوں کی ایک بڑی جماعت پیدا کی اور ایسی ادبی روایت کی بنیاد ڈالی جس میں رواداری، شرافت نفس، مذھب، اخلاق اور احساسِ توازن کے ضابطوں کی پابندی کے ساتھ ساتھ معاشرتی اصلاح کی کوشش کی۔ خاندان اور خصوصاً مشترکہ خاندان ھمارے معاشرے کی بنیاد ھے، اس سے متعلق تمام مسائل پر قلم اٹھایا گیا۔ ھماری عورتوں کا بڑا طبقہ متوسط الحال اور مفلوک الحال، نیم خواندہ یا جاھل ھے، پردے والے گھروں یا نیم تاریک محلوں میں رھتا ھے۔ خاندان، کنبہ، ساس بہو جھگڑے، لڑائیاں، خاندانی چپقلش، بیماریاں، چھوٹی چھوٹی خوشیاں اور بڑے بڑے الم، یہی ان کی زندگی ھے۔ ان مسائل کو حل کرنے اور ادب کا حصہ بنانے میں ڈپٹی نذیر احمد اور راشد الخیری اور ان کے رسالے عصمت نے بھرپور کردار ادا کیا اور "تحریک تعلیم نسواں" کو بڑی اھمیت دی (۱)

---

(۱) اس میں ملاحظہ کیجیے راقمہ کا مضمون "اصلاحِ نسواں سے متعلق اردو قصے"۔ مطبوعہ رسالہ اُردو، کراچی، انجمن ترقی اُردو، اکتوبر تا دسمبر سنہ ۱۹۸۴ع۔

رسالہ عصمت کے ذریعے ہندوستانی مسلمانوں کی معاشرت کے اہم دور کی عکاسی کی گئی ہے، زنانہ صحافت کے میدان میں اس طبقے کی نمائندگی کس خوش اسلوبی سے کی گئی۔ پردے میں بیٹھنے والی بیبیوں نے سماجی مسائل پر قلم اٹھایا اور بڑی لگن سے خالص اپنی طرز میں ادب تخلیق کرتی رہیں جو یقیناً افادی ادب ہے۔ ان محترم خواتین میں سرِ فہرست یہ اسمائے گرامی ہیں۔

بیگم نذر سجاد حیدر، و۔ ا۔ بلقیس بیگم، شائستہ اکرام اللہ، ظفر جہاں، رضیہ سجاد ظہیر، بیگم صوفی پاشا، جہاں بانو نقوی، آمنہ نازلی، امۃ الوحی، ثریا قاضی، نورالصباح بیگم۔

رسالہ عصمت تقسیم ہند سنہ ۱۹۴۷ء تک پابندی سے شائع ہوتا رہا۔ زنانہ رسائل میں اسے ایک خاص مرتبہ و مقام حاصل تھا۔ یہ واحد زنانہ رسالہ تھا جس میں خواتین کے لیے معاشرتی اور گھریلو مضامین کے علاوہ ملکی و غیر ملکی سیاسی حالات پر مبنی مضامین بھی شامل اشاعت ہوتے تھے۔ ہندوستان کی مقامی بولیوں ہندی، بنگالی، مرہٹی، گجراتی وغیرہ کے ادبی شہ پارے تراجم کی صورت میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ رسالہ عصمت کو اصلاح نسواں کے سلسلے میں مرد اہل قلم کا بھی تعاون حاصل تھا۔ چند مشہور حضرات کے نام درج کیے جاتے ہیں:

مولانا حامد حسن قادری، خواجہ فضل احمد شیدا دہلوی، علی نقی خاں خورجوی، ملا واحدی، فرحت اللہ بیگ، ڈاکٹر آل مرتضیٰ بلگرامی، مولانا عبدالغفار خیری، مینا زبیری، جلیل قدوائی، نیاز فتحپوری، پروفیسر وقار عظیم، حسن نظامی۔

(۳)

تقسیم ہندو پاک سنہ ۱۹۴۷ء کے ہنگامہ رستا خیز میں فسادات کے شعلوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جان، عزت، مال کچھ بھی محفوظ نہ رہا۔ ایک زبردست سیاسی و معاشرتی انقلاب رونما ہوا۔ مدیر عصمت مولانا رازق الخیری بھی ہجرت پر مجبور ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد ایک مدت تک حالات ان کے قابو سے باہر رہے۔ ۳۹ سال کا جما جمایا کام ایسا بگڑا کہ حالات کو سنبھالنے اور کام کو جمانے میں از سر نومحنت کرنی پڑی۔ مگر مولانا نے ہمت نہ ہاری۔ مولانا راشد الخیری کی تربیت نے انہیں کندن بنا دیا تھا باوجود آفت ارضی وسماوی کے انہوں نے پاکستان میں قدم جماتے ہی رسالہ عصمت کو نئے سرے سے جاری کیا۔ اب وہ دلی والے حالات نہ رہے تھے۔ رسالے کے خریدار اور قلمی معاونین کی بڑی تعداد ہندوستان ہی میں رہ گئی تھی۔ سخت مصائب و مشکلات کا سامنا تھا، اس کے باوجود ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۴۷ء کو عصمت کا پہلا شمارہ کراچی سے شائع ہوا۔

تقسیم ملک کے بعد خاصے عرصے تک معاشرتی اور اخلاقی زندگی پر انتشار اور اضطراب کی کیفیت طاری رہی۔ ساری قوم ایک ناقابل بیان بحران میں مبتلا رہی اور جذبات، احساسات، "افکار اعتدال و توازن کی قدروں سے بیگانہ ہوگئے، ادب میں نقالی عریانی فحاشی عام ہوئی، آزاد خیالی نے روایت کو ختم کیا، افسانوی ادب اس رو سے بے حد متاثر ہوا۔ نوخیز و نوجوان طبقہ اس روش پر چل پڑا لیکن رسالہ عصمت نے اپنے معیار کو گرنے نہ دیا اور کبھی ایسے قصے یا افسانے شامل اشاعت نہ کیے جس سے رسالے کی حرمت پر حرف آتا۔ مدیر عصمت اس بات کے قائل تھے کہ ادب اور زندگی میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ادب

معاشرے کے حالات سے پیدا ہوتا ہے لیکن معاشرے کی ترقی ادب کی رہین منت ہے۔ ادب زندگی اور معاشرے کی عکاسی کرتا ہے تو دوسری جانب معاشرے کے عقائد خیالات، افعال و اعمال اور رسوم و رواج کو ایک خاص نہج پر ڈھالتا ہے اس سے معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے اور تہذیب و ثقافت اور مزاج بنتا ہے۔ آجکل ادبی اور غیر ادبی رسالوں کی بھرمار ہے مگر معیار برقرار رکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ زندگی کی اس دوڑ میں جب قدم قدم پر اقدار بدلتی رہتی ہیں رسالہ عصمت کے پائے استقامت میں لغزش نہ آنا بڑا عہد آفرین کارنامہ ہے۔ مولانا راشد الخیری بانیٔ عصمت نے جس خاص مسلک کے تحت یہ رسالہ جاری کیا تھا اس میں فرق نہ آنے دیا، اور اپنے پرانے عہد کی صحت بخش اور صحت مند روایات کو زندہ اور توانا رکھا۔ فاضل مدیر نے اپنے والد مرحوم کی روش کو پاکستان میں بھی برقرار رکھا۔

آج سے ۷۴ سال پہلے عصمت دہلی سے شائع ہوا تو مسلمان عورتوں کی حالت اور مسلمان سوسائٹی کی فضا کچھ اور تھی آج پاکستان میں یہ صورت حال بالکل بدل چکی ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے تعلیم نسواں کا اس قدر چرچا نہ تھا۔ اب زمانہ بدل گیا، اقدار بدل گئیں۔ حالات، ماحول، ذہنی پس منظر ہرچیز تبدیل ہوگئی۔ اس دور میں، آمدورفت کی سہولتوں اور ذرائع ابلاغ کی آسانی اور فراوانی نے دنیا کو سکیڑ کر بہت چھوٹا کردیا۔ مغربیت کا سیل تندخو اقدار اور روایات کو پامال کیے دے رہا ہے۔ ہر معاشرہ کسی نہ کسی ضابطۂ حیات کا پابند ہوتا ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اسلامی نظام ہر پاکستانی کا خواب ہے۔

پاکستانی خواتین گہرا مذہبی شعور رکھتی ہیں۔ مذہب کی جڑیں ان کے وجود میں پیوست ہیں۔ ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے فاضل مدیر نے بے راہ روی اور مغرب پرستی کے خلاف باقاعدہ ماہ بہ ماہ قلمی جہاد کیا۔ اسلامی اور مشرقی اقدار کی حفاظت کی۔ اور خواتین کو باور کرایا کہ وہ گھر کا ماحول سکون، محبت، موافقت، تعاون والا بنائیں تاکہ اس پرسکون گوشے میں نئی نسل کی تعلیم و تربیت اس انداز سے کی جائے کہ وہ آگے چل کر بہترین شہری اور بہترین مسلمان بنیں اور یہی، پاکستانی معاشرے کی خصوصیات ہیں۔

فاضل مدیر نے معاشرے کے بدلتے ہوئے حالات و رجحانات کو پیش نظر رکھ کر اپنے اداریوں میں ان تبدیلیوں کی نشان دہی کی جس سے پاکستانی معاشرہ دو چار ہے۔ خواتین کو درد مندانہ مشورے دیے گئے اور یہ سوال اٹھایا کہ ان کی فلاح و بہبود اصلاح و ترقی مذہب کے سائے میں ہو یا مغربی تہذیب کی نقالی میں - ان مسائل پر خواتین کو غور و فکر کی دعوت دی۔ عصمت جون سنہ ۱۹۵۶ء کا ایک اداریہ پیش خدمت ہے:-

"سیاسی اور ملکی حالات سے خواتین کو با خبر رکھنے کے ساتھ انہیں کسی الجھن میں نہیں ڈالا ... ... پاکستانی خواتین کی گھریلو زندگی قابل اطمینان ہے یا تشویشناک اور گھر کے باہر جو راہ انہوں نے اختیار کی ہے وہ پرخطر اور ہولناک ہے یا واقعی منزل مقصود کی طرف جاتی ہے۔ ان کی فلاح و بہبود ان کی بہتری و ترقی مذہب کے سائے میں ہو یا مغربی تہذیب کی نقالی میں .... افسانوں اور نظموں میں البتہ وہ دل چسپی نہیں جن سے نوجوان کو بے باکی بے حیائی پھر آوارگی اور بد کرداری کی ترغیب دی جاتی ہے،

لیکن پاکیزگی خیال، انداز بیان اور مقصد تحریر کے اگر کچھ معنی ہوسکتے ہیں تو عصمت اس میں کامیاب ہے"۔ ۱

ایک اور اداریہ جنوری سنہ ۱۹۵۶ء میں وہ رقم طراز ہیں۔

" حقوق نسواں کی حفاظت و حمایت اس حد تک کہ دائرۂ اسلام سے باھر نہ ہو۔ عورتوں کے ذمے جو فرائض ہیں ان کی ادائیگی کی خواتین کو ترغیب دینا۔ اسلامی معاشرت اور مشرقی تہذیب کے محاسن ذھن نشین کرنا اور مغرب کی اندھادھند تقلید کے دردناک نتائج سے باخبر رکھنا اور اس کے ساتھ ساتھ اردو زبان و ادب کی خدمت ... ... یہ ہیں وہ مقاصد جن کے لیے عصمت ۴۷ سال سے مسلسل شائع ہو رہا ہے"۔ ۲

نسل نو کے لیے اس سے بہتر پیغام اور کیا ہوسکتا ہے۔
مولانا رازق الخیری نے لکھنے والی خواتین کے لیے ایک راہ متعین کردی کہ وہ اس راہ پر چل کر زیادہ بہتر طریقے سے قوم و ملک کی خدمت کرسکتی ہیں۔

عصمت کی خدمت کا صنف وار اور شعبہ وار جائزہ پیش خدمت ہے۔ ان میں وہ تمام روایات آجاتی ہیں جن کی بنیاد سنہ ۱۹۰۸ء میں رکھی گئی تھی۔ پاکستان بننے کے بعد خواتین ادب کے ہر میدان میں آگے بڑھیں، ناول، افسانہ مضامین، معاشرتی اصلاح، تعلیم و تربیت، ادبی و علمی سرگرمیاں، اس عرصے میں اردو ادب نے جو ارتقائی منازل طے کیں اور جن مختلف تاثرات سے اثر پذیر ہوا ان سب کا عکس ان خواتین کی تحریروں میں نظر آتا ہے۔

۱۔ رازق الخیری، اداریہ رسالہ عصمت کراچی، جون سنہ ۱۹۵۲ء۔

۲۔ ایضاً، جنوری سنہ ۱۹۵۶ء۔

ناول نویسی :-

اس ضمن میں محترمہ بیگم نذر سجاد حیدر کا نام پرانی لکھنے والی خواتین میں سرفہرست ہے ان کے متعدد مضامین، افسانے اور ناول چھپے اور مقبول ہوئے۔ اُن کے تمام ناول مقصدی اور اصلاحی ہیں جو تعلیم نسواں اور حقوق نسواں کی حمایت میں لکھے گئے۔ " آہِ مظلوماں " - " نجمہ " - " ثریا " - " حرماں نصیب " ان کے نہایت مقبول ناول ہیں۔

ناول کے علاوہ محترمہ نذر سجاد حیدر نے برسہا برس اپنی زندگی کے حالات کا روزنامچہ لکھا اور اس زمانے میں لکھنا شروع کیا جب خواتین میں بیداری کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ " ایام گذشتہ" اپنے گوناگوں واقعات اور اپنے مخصوص طرزِ انشا کے لحاظ سے ایک ناقابلِ فراموش دستاویز ہے۔ مدتوں یہ قسط وار رسالہ عصمت میں چھپتا رہا۔

رسالہ عصمت کی ایک مشہور لکھنے والی ظفر جہاں کا ناول " تین دور"۱ قسط وار شائع ہوتا رہا۔ یہ انتہائی کامیاب ناول تھا۔ مصنفہ نے اس میں متوسط طبقے کی نمائندگی کی ہے۔ ان کے مسائل کو نہایت چابکدستی سے پیش کیا ہے بالخصوص عقدِ بیوگاں کے سلسلے میں بڑی موثر رہنمائی کی ہے۔ اس کے علاوہ معاشی حالات سنبھالنے کے لیے خواتین کو بہترین طریقے بتائے ہیں اگر وہ چاہیں تو پردے اور چاردیواری کے ساتھ اپنی آمدنی کو بڑھاسکتی ہیں۔ ظفر جہاں نے اپنے اس ناول کی بنیاد محنت کی عظمت پر رکھی ہے۔ ان کا خاص موضوع اصلاحِ معاشرت ہے۔

مہرالنساء مہر کا ناول " عرشی " عصمت کے "الماسی جوبلی نمبر" اگست ستمبر ۱۹۶۸ء میں مکمل شائع ہوا۔ یہ ناول

۱- رسالہ عصمت کراچی، ستمبر ۱۹۶۵ تا نومبر ۱۹۶۶-

نہایت دل چسپ اور دلاویز ہونے کے علاوہ سبق آموز اور نتیجہ خیز بھی ہے۔

افسانہ :

خواتین نے صنف افسانہ میں بڑی ترقی کی۔ ہر ماہ عصمت میں دو یا تین افسانے ضرور آتے ہیں۔ ان افسانوں میں حقیقت نگاری اور ترقی پسندی دونوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ افسانہ لکھنے والی خواتین میں یہ نام سر فہرست ہیں :

نذر سجاد حیدر، رضیہ سجاد ظہیر، صالحہ عابدحسین، رضیہ سلطانہ حجاب امتیاز علی، وحیدہ نسیم، جہاں بانو نقوی، محمودہ حق، ماہ منیر نورالصباح بیگم، نفیس فاطمہ وغیرہ۔

ان تمام افسانہ نگاروں نے اپنی تحریروں کے ذریعے حقیقت کو بے نقاب کیا ہے اور اپنی دور بیں نظروں سے منافقت اور دھوکے کے پردوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان تمام خواتین کے افسانے ہماری تہذیب اور تمدن کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان افسانوں میں مشرق کا رچا ہوا تہذیبی رنگ بھی ہے اور مغربی تہذیب کا لایا ہوا شوخ رنگ بھی۔ ان سب خواتین نے رجعت کے بجائے ترقی کی ہم نوائی کی ہے لیکن روایت کا دامن کہیں بھی ہاتھ سے نہیں چھوٹا ہے۔

مضمون نگاری:

گذشتہ ۴۰ برسوں میں خواتین نے ادب میں خاص مقام بہ حیثیت مضمون نگار حاصل کیا ہے۔ اس عرصے میں خواتین نے بہ کثرت مضامین لکھے ہیں۔ خانہ داری، بچوں کی تربیت، آرائش، حفظان صحت، اخلاقی مضامین، معاشرتی و تمدنی مضامین، صحت و تندرستی

وغیرہ ان کے مضامین کے موضوع رہے ہیں۔ لیکن اصلاح معاشرہ ان کا خاص موضوع رہا اور اس پر بہ کثرت مضامین لکھے گئے۔ شادی، پردہ، تعلیم، آزادی، حقوق نسواں، مہر، طلاق، جہیز ان میں سے ہر ایک عنوان پر مسلسل مضامین لکھے گئے۔ یہ مضامین بہت دل چسپ اور مدلل ہوتے ہیں اور ان کا اثر ہماری طرزِ معاشرت اور طرزِ فکر پر ہوا ہے۔ ان میں غور و فکر کے اجزا ہیں جو ان مضامین کو معاشرتی فاسفے کا درجہ دے دیتے ہیں۔ ان مضمون نگاروں میں یہ نام بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

بیگم نذر سجاد حیدر، بیگم صوفی پاشا، جمیلہ بیگم، شائستہ اکرام اللہ، امۃ الوحی، عابدہ معین، بیگم الطاف، روح افزا حیدر، مسز حمید، جہاں آرا چودھری، آمنہ نازلی، نفیس فاطمہ، محمودہ رضویہ وغیرہ۔

ان تمام خواتین کے مضامین موجودہ اخلاقی اور معاشرتی انتشار کے دور میں ان قدروں کی علمبرداری کرتے ہیں جن پر ہمارے تمدن کی بنیاد ہے اور اس معاشرتی انقلاب کے خلاف قلمی جہاد کر رہی ہیں جو ہماری تہذیب سے اس کی پہچان چھینتا جا رہا ہے۔

رسالہ عصمت کی طرف سے ہر سال مختلف انعام دینے کا انتظام ہے، جو اچھے مضامین پر دیے جاتے ہیں۔ مختصر افسانے، ڈرامے، تاریخ سوانح، سفرنامے، فنون لطیفہ، شاعری، امور خانہ‌داری تعلیم و تربیت وغیرہ انعامات کی رقم گومالیت کے لحاظ سے بہت کم ہے مگر انعامی مقابلے کی وجہ سے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ ان انعامات سے نئی لکھنے والیوں کی ہمت افزائی ہوتی ہے اور بہتر تخلیقات منظر عام پر آتی ہیں۔

رسالہ عصمت کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے لکھنے والی خواتین کا ایک سنجیدہ اور بردبار حلقہ پیدا کیا جو عصمت کے

حوالے سے ایک دوسرے کے غم اور خوشی میں شریک ہوتی تھیں آپس میں خط کتابت کرتی تھیں اور مسائل حل کرنے میں مددگار و معاون ہوتی تھیں۔ گو تعارف غائبانہ ہی ہوتا تھا۔ یوں سمجھیے کہ رسالہ عصمت اور اس کے مدیران گرامی نے ایک عصمتی کنبے کی داغ بیل ڈالی تھی جو آج ۷۷ سال بعد بھی پھل پھول رہا ہے۔

مولانا راشد الخیری اور ان کے اخلاف کی ادبی خدمات بھی اردو ادب و تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ انہوں نے رسالہ عصمت کی صورت میں ایک پاکیزہ ادبی فضا قائم کی۔ دلی کی نتھری ہوئی زبان اور آب کوثر میں دھلا ہوا روز مرہ اس رسالے کے اکثر مضامین میں نظر آتا ہے۔ دھلی، کی مستورات کی زبان، روز مرہ اور محاورے جو اب قصۂ پارینہ ہورہے ہیں اور ان کے بولنے اور سمجھنے والے اب خال خال نظر آتے ہیں اکثر عصمت کے مضامین میں نظر آجاتے ہیں۔ رسالہ عصمت کے ذریعے ہندوستان کے دور دراز گوشوں میں ٹکسالی اردو کا ذوق پیدا ہوا۔ عصمت خواتین کے لیے ایک ادبی ادارے کی حیثیت رکھتا ہے اس ادارے کی تربیت یافتہ خواتین اس زبان کو نسلوں کے اندر منتقل کر رہی ہیں۔ عصمت نے لڑکیوں میں حریت کی روح پھونکی مگر اس حد تک کہ وہ مذھب کے دائرے میں رہیں وہ حریت نسواں جس میں مرد عورت کا امتیاز مشکل ہوجائے عصمت نے ہمیشہ ناپسند کی۔ مغرب کی اندھا دھند نقالی کی مذمت کی۔ رسالہ عصمت کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اس کی پڑھنے والیاں با حیا مسلمان بیوی بنیں اور اس بات سے آگاہ ہوں کہ مسلمان عورت کا شمار کیا ہے، مسلمان عورت کس کو کہا جاتا ہے اور ان کے لیے کن امور کی پابندی ضروری ہے اور کن امور سے اجتناب ضروری ہے۔ اسلام ترقی کے منافی نہیں مگر اس کے کچھ آداب ہیں، کچھ

حدود و قیود ھیں ۔ مسلمان عورتوں کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا کہ ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے ان پر کیا ذمےداریاں ھیں۔

رسالہ عصمت نے خواتین کی کردار سازی میں اھم رول ادا کیا ھے۔ اخلاق کی خوبیاں واضح کرکے ایک اچھی بیٹی، بہترین بیوی اور قابل فخر ماں بننے کے اصول بتائے۔ یہی وہ کام ھے جس پر قوم کی ترقی اور بہبود کا دارومدار ھے۔ اس رسالے نے واضح کیا کہ اسلام نے عورتوں کو کیا حقوق دیے ھیں اور وہ کن کن امور میں مردوں کے مساوی درجہ رکھتی ھیں۔

(۴)

۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۷۹ء کی صبح مولانا رازق الخیری مدیر عصمت کا انتقال ھوگیا اور وہ اپنی گمبھیر شخصیت لے کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ عصمت کی ۷۷ سالہ کاوش میں مولانا رازق الخیری کی ۵۶ سالہ خدمات ھمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ ان کے ساتھ عصمت کا ایک دور ایک عہد ختم ھوگیا۔ وہ اصول پرست شخص تھے بڑی سے بڑی مشکلات کا سامنا انھوں نے انتہائی خندہ پیشانی سے کیا لیکن اصولوں پر سودے بازی کبھی نہیں کی۔ ۵۶ سال عصمت کی کامیاب اور مثالی ایڈیٹری کی۔ مولانا کی زندگی ادب اور ادیب نوازی، بے غرضی، قومی و ملی خدمت کرنے کا عظیم جذبہ قابل قدر ھے۔ رازق صاحب کی زندگی انسانی دیانت، خدمت، شرافت اور جدوجہد کی کہانی ھے۔ وہ اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے ایک انجمن تھے۔ وہ اردو، پاکستان اور اسلام کے سچے عاشق تھےاور ملک میں اسلامی اصولوں کے مطابق معاشرتی ترقی و فلاح کے خواھاں تھے۔ رسالہ عصمت میں آج تک جو خوبیاں نظر آرھی ھیں وہ مرحوم ھی کی مرھون منت ھیں۔ ان کا عظیم جذبۂ ادب کا رجحان کارفرما ھے۔

مولانا رازق الخیری کے انتقال کے بعد فروری سنہ ۱۹۸۰ء سے بیگم آمنہ نازلی ، طارق الخیری اور صائمہ خیری نے ادارت کی ذمے داری سنبھالی اور عصمت اسی باقاعدگی سے نکلتا رہا جو اس کا طرۂ امتیاز ہے۔

مدیران فاضل نے علامہ راشد الخیری مرحوم اور مولانا رازق الخیری کی جلائی ہوئی شمع کو آندھیوں اور طوفانوں میں جس طرح روشن رکھا وہ قابل صد ستائش ہے۔ رسالہ عصمت کا اپنا ایک معیار اور خاص مزاج ہے اس لحاظ سے مضامین نظم و نثر کا حصول اور ان کی ترتیب و تدوین ان کے حسن ذوق کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اس دور میں جو خوبیاں عصمت میں نظر آرہی ہیں، وہ علامہ راشد الخیری اور مولانا رزاق الخیری کے بعد محترمہ آمنہ نازلی، طارق الخیری اور صائمہ خیری کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہیں۔

عصمت اردو ادب اور بالخصوص خواتین کے ادب کے ماضی، حال اور مستقبل کا آئینہ دار ہے۔ یہ رسالہ مستقبل کی تعمیر کا انقلابی تصور بھی پیش کرتا ہے اور کردار و مزاج میں اسلامی روح بھرتا ہے۔ خواتین کی صحیح رہنمائی کرکے نئی نسل کے ذہنوں میں پاکستان اور اسلام کی محبت کے بیج بو رہا ہے۔

کتابیات

۱- جمیل احمد بریلوی : " تذکرۂ شاعرات اردو " ، بریلی ، قومی کتب خانہ، ۱۹۴۴ -

۲- سید عبداللہ، ڈاکٹر : "مباحث"، لاهور ، مجلس ترقیٔ ادب، ۱۹۶۵-

۳- فیاض محمود (مرتب) : تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و هند ، اردو ادب جلد پنجم، لاهور ، پنجاب یونیورسٹی-

۴- قادری، حامد حسن : "داستان تاریخ اردو"، کراچی ، اردو اکیڈمی سندھ ، ۱۹۶۶-

۵- وقار عظیم : "داستان سے افسانے تک"، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ ، ۱۹۶۶-

رسائل

۱- سہ ماھی "اردو" کراچی ، انجمن ترقی اردو پاکستان، شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۴-

۲- ماھنامہ "عصمت" کراچی ، ۱۹۳۸ تا ۱۹۸۶-